نمبر ۱۳۷ | مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۹ محرم سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُعا کا دائرہ بہت وسیع ہونا چاہیئے

"میرا تو یہ مذہب ہے۔ کہ دُعا میں دُشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔ جس قدر دُعا وسیع ہوگی۔ اُسی قدر فائدہ دُعا کرنے والے کو ہوگا۔ اور دُعا میں جس قدر بخل کرے گا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور ہوتا جائے گا۔ اور اصل تو یہ ہے۔ کہ خُدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے۔ جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کے لئے دُعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہونچاتے ہیں۔ اور مفید وجود ہوتے ہیں۔ اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے۔ وُہ یہی دُعا کی خیر جاری ہے۔ جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے۔ تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دُعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ جو دُنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے۔ اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اور جو شر کا موجب ہوتا ہے۔ وُہ جلدی اُٹھا لیا جاتا ہے۔" (الحکم ۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے نسبتاً اچھی ہے۔ اور حضور نمازوں میں تشریف لاتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے ۲۶۔ مئی سنہ ۱۹۳۱ء کی صبح مولوی اللہ دتا صاحب اور مولوی محمد یار صاحب مبلغین حیفہ و لنڈن کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی جس میں چند دیگر احباب بھی مدعو تھے آپ نے دونوں مبلغین کو اپنے تجربہ کی بناء پر مناسب ہدایات دیں۔ نیز مولوی محمد یار صاحب کو ایک سبز عمامہ اور مولوی اللہ دتا صاحب کو ایک عربی فیشن کا جبہ پیش کیا

تبلیغی رپورٹیں

حیدرآباد دکن میں احمدی مبلغین

چونکہ سلطنت آصفیہ کی مذہبی رواداری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آریہ سماج نے گزشتہ سال سے غیر معمولی شرارتیں شروع کر دی ہیں۔ اور کھلم کھلا اسلام و بانئے اسلام و قرآن پر حملے کرتے ہیں۔ اس لئے انجمن اتحاد المسلمین حیدرآباد نے جس طرح گزشتہ سال مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب فاضل کو اپنی طرف سے پیش کر کے دھرم بھکشو سے مناظرہ کرایا تھا۔ اسی طرح مذکورہ بالا انجمن نے اس سال مبلغین کے لئے درخواست کی۔ اور قادیان سے ایک وفد جس میں میر قاسم علی صاحب و مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب اور مہاشہ محمد عمر صاحب تھے یکم اپریل کو حیدرآباد پہونچ گیا۔

۲-۳- اپریل کو رام چندر اور ستیہ دیو سے مولوی اللہ دتا صاحب و مہاشہ محمد عمر صاحب نے شنکا سمادھان کے وقت تبادلۂ خیالات کیا جس میں مولوی صاحب کے سامنے رام چندر بہت عاجز ہوا۔ اور اس کے تمام دعاوی کی قلعی کھل گئی۔

۶ اپریل کو کوٹھی نواب محسن الملک کے شاندار صحن میں بصدارت مولوی سید بشارت احمد صاحب منصبدار و وکیل ہائی کورٹ میر قاسم علی صاحب نے کئی ہزار کے مجمع میں "اسلام عالمگیر مذہب ہے" کے مضمون پر پُرلطف تقریر کی۔ اور اس کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب نے سوالات کے جواب دیئے۔ حیدرآباد کی پبلک پر آریوں کی مفسدانہ حرکات ظاہر ہو گئی ہیں۔ اور ان علمائے اسلام کی آمد نے نوجوان مسلمانوں کو بالخصوص بہت متاثر اور محظوظ کیا ہے۔ تمام کارروائی کامیابی اور خوش اسلوبی و امن سے ختم ہوئی۔ والحمد للہ۔ اور مبلغین ۷۔ اپریل کو مع الخیر واپس ہوئے۔ دلچسپی کا یہ عالم تھا۔ کہ وفد کو اور ٹھیرانے کے لئے درخواستیں آئیں (رپورٹ)

انجمن احمدیہ چوہنڈہ کا سالانہ جلسہ

سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ چوہنڈہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۱۰ اپریل انجمن چوہنڈہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے خطبہ جمعہ میں مقامی جماعت کو عملی رنگ میں جد وجہد کی طرف توجہ دلائی جس کا بہت اثر ہوا۔ پروگرام کے مطابق تقریریں ہوئیں۔ ہر مبلغ نے نہایت احسن اور دلکش پیرایہ میں حق تبلیغ ادا کیا۔ گیانی واحد حسین صاحب کی تقریریں سکھوں کے ساتھ ایک مختصر سا مناظرہ بھی [illegible] ظہور حسین صاحب نے سفر بخارا کے حالات سنائے آپ کی سادگی، مشکلات میں آپ کا استقلال، قوت ایمان اور توکل علی اللہ کے واقعات نے سامعین پر بہت گہرا اثر کیا۔ ایسا ہی صداقت مسیح موعود، ختم نبوت اور پیشگوئیوں پر تقریریں بھی نہایت شاندار طریقے پر ہوئیں۔ تین اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جناب سید عبدالسلام صاحب کی تقریر سیاسیات حاضرہ پر بہت پسند کی گئی۔ جلسہ گاہ میں عورتوں کے لئے بھی انتظام تھا۔

حیدرآباد سندھ میں مناظرے

عطاء اللہ صاحب پوسٹل کلرک ہالہ ضلع حیدرآباد سندھ تحریر فرماتے ہیں۔

۱۸ اپریل۔ ہالہ میں زیر صدارت جناب مولوی شفیع محمد صاحب نظامانی غیر احمدی علماء سے تین مناظرے ہوئے۔ ہماری طرف سے مولوی مرید احمد صاحب مناظر تھے۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب۔ پہلا مناظرہ وفات مسیح پر ہوا۔ جس میں غیر احمدی مناظر نے حیات مسیح کے ثبوت میں صرف "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" والی آیت پیش کی جس کا جواب مولوی مرید احمد صاحب نے قرآن کریم کی آیات سے ایسا دیا۔ کہ مخالف مولوی مبہوت رہ گیا۔ صداقت مسیح موعود پر مناظرہ میں بھی مخالف مولوی کو بُری طرح زک اٹھانی پڑی۔

تیسرا مناظرہ ختم نبوت پر تھا جس میں مخالف مولوی سخت بدکلامی پر اُتر آیا۔ اور آخر بوجہ طبائع میں سخت اشتعال پیدا ہو جانے کے مناظرہ بند کر دیا گیا۔ ان مناظروں کی کامیابی کا ثبوت یہ ہے۔ کہ مناظرے کے بعد اشد مخالفین میں سے ایک شخص نے احمدیت قبول کر لی۔ خدا استقامت عطا کرے۔

کاٹھ گڑھ میں تقریریں

مولوی عبدالسلام صاحب کاٹھ گڑھ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۱۴ مئی گیانی واحد حسین صاحب اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ فاضل یہاں تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے پڑھا۔ جس میں مقامی جماعت کو اُن کے فرائض کی طرف متوجہ کیا۔ رات کو گیانی صاحب کا لیکچر ہوا۔ جس میں آپ نے گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی کے حوالوں سے حضرت باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا۔ پنڈت چونی لال صاحب ایم۔ اے نے چند اعتراضات کئے۔ جن کے معقول جواب دیئے گئے۔ انہی ایام میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے انصار اللہ کی جماعت قائم کی۔ اور بہت سے ممبر بنا لئے۔ مولوی صاحب موصوف پندرہ دن یہاں رہے۔ روزانہ قرآن مجید کا درس دیتے۔ اور ایک دفعہ وفات مسیح پر تقریر بھی کی۔ کاٹھ گڑھ کے بعد سڑوعہ اور بلاچور میں بھی لیکچر ہوئے جو نہایت دلچسپی کے ساتھ سُنے گئے۔

کیرنگ میں جلسہ

جناب عبدالحمید خاں صاحب سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کیرنگ ضلع پوری اڑیسہ تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۷ مئی خوداد کلب میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں غیر احمدی ہندو اور عیسائی صاحبان بھی شریک ہوئے۔ مولوی شیخ طاہر الدین صاحب بی۔ اے۔ مولوی فیاض الدین صاحب۔ مولوی صمصام علی صاحب مولوی عبدالمنعم صاحب بی۔ اے اور مولینا عبدالرحیم صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ حاضرین نہایت اچھا اثر لے کر گئے۔ اردگرد کے علاقہ سے بھی احباب شامل ہوئے۔ اور مقامی دوستوں نے اسے کامیاب بنانے میں پوری پوری کوشش کی۔

انبالہ میں تقریریں

شیخ محمد عنایت اللہ صاحب انور انبالہ شہر سے لکھتے ہیں:۔

۹ مئی مولوی محمد حسین صاحب مبلغ یہاں تشریف لائے۔ عشاء کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر نہایت خوشکن انداز میں ایک تقریر فرمائی۔ جو نہایت مؤثر اور دل آویز ہونے کے علاوہ ہمدردانہ رنگ رکھتی تھی۔ سامعین پر گہرا اثر ہوا۔

اگلے روز انصار الاسلام کا پندرہ روزہ اجلاس مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مولوی صاحب موصوف منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی۔

"الفضل" کا مسیح موعود نمبر شائع ہو گیا

جو احباب کسی وجہ سے ابھی تک مسیح موعود نمبر کے لئے آرڈر نہ دے سکے ہوں۔ ان کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۶ مئی کے الفضل مسیح موعود نمبر کے کچھ پرچے ہمارے پاس موجود ہیں۔ ایک آنہ فی پرچہ کے حساب سے جتنے پرچے مطلوب ہوں۔ وی۔ پی منگوالیں۔ یہ خاص نمبر تبلیغ سلسلہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ باوجود حجم ۲۰ صفحے کے قیمت صرف ایک آنہ

(مینیجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

میرا ۲۷ مارچ کا خطبہ

حصہ اول

گورنمنٹ اور آریوں سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

میرے ۲۷۔ مارچ کے خطبہ کے شائع ہونے پر اپنوں اور بیگانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اور علاوہ اس کے کہ مختلف قسم کے خطوط میرے پاس آ رہے ہیں۔ آریہ اخبارات بھی اس پر بہت کچھ ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کے متعلق کسی قدر اور تشریح کر دوں۔ تاکہ دوست اور دشمن دونوں کو اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور کوئی شخص دھوکے میں نہ رہے ؛

میرا نقطۂ نگاہ سمجھ لیا جائے

سب سے پہلے تو میں آریہ اخبارات اور حکومت کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کسی قسم کا قدم اٹھانے سے پہلے میرا نقطۂ نگاہ اچھی طرح سمجھ لیں۔ تاکہ کسی بے اصولے پن کا ارتکاب آخر انہیں شرمندہ نہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اس قدر عمر پبلک کے سامنے گزاری ہے۔ کہ حکومت بھی اور ابنائے وطن بھی اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ میں جلد بازی سے قدم اٹھانے کا عادی نہیں ہوں۔ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ سوچکر اور غور اور فکر کے بعد میں فیصلہ کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک سترہ سالہ پبلک زندگی میں ایک دفعہ بھی مجھے شرمندہ ہونے کا موقعہ پیش نہیں آیا۔ اور مجھے اپنے فیصلہ کے بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوں۔ اور جلد یا بدیر لوگوں کو میرے نقطۂ نگاہ کی صحت تسلیم کرنی پڑی ہے۔ اپنے علم اور اپنے تجربہ کو دیکھتے ہوئے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔ ورنہ چونکہ میری صحت خراب ہے۔ اس کے اثر کے نیچے بالکل ممکن تھا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا۔ تو میری تقریر اور تحریر میں جلد بازی اور چڑچڑے پن کا اثر پایا جاتا۔ بہر حال دوست اور دشمن اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے۔ کہ میں محتاط آدمی ہوں اور اندھا دھند اعلان کرنے کا عادی نہیں۔ سوائے کہ بعض دوست مجھ پر کمزوری کا الزام لگاتے ہیں۔ پس حکومت اور دشمنان اسلام کو میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ میرے نقطۂ نگاہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ ــ جو یہ ہے۔

بین الاقوام معاملات میں حکومت کا رویہ

میرا خطبہ بیان کردہ ۲۷۔ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء اس امر کے متعلق ہے۔ کہ حکومت کا رویہ بین الاقوامی معاملات میں انصاف پر مبنی نہیں۔ بلکہ ضرورتِ وقتی پر مبنی ہے۔ اور یہ بات نہایت قابلِ افسوس ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حکومت کو مصلحت وقت کے مطابق کام کرنا ایک حد تک ضروری ہوتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت تک جائز ہے جب تک کہ کسی قوم یا فرد پر ظلم نہ ہوتا ہو۔ جب کسی فعل سے کسی فرد یا قوم پر ظلم ہوتا ہو۔ تو ایسا فعل مصلحتِ وقت کے ماتحت نہیں۔ بلکہ سیاسی پالیسی کے ماتحت کہلائے گا۔ اور مجھے افسوس ہے۔ کہ بین الاقوام معاملات میں گورنمنٹ کا رویہ دلیرانہ اور منصفانہ نہیں۔ بلکہ سیاسی پالیسی کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو قوم زیادہ شور مچائے۔ اور گورنمنٹ کو زیادہ تنگ کر سکے۔ گورنمنٹ اس کے ساتھ مل جاتی ہے۔ آریہ لوگ پنجاب میں زیادہ شور مچاتے ہیں۔ اور حکومت ہمیشہ ان سے دبتی ہے۔ اور اس وقت حکومت کے دفاتر اور اس کی پالیسی پر وہی قابض ہیں۔ کانگریس نے شور مچایا۔ اور حکومت اس کے آگے اس قدر گری۔ کہ اس کے ساتھ تعاون کرنے والے لوگ اپنے دلوں میں شرمندگی اور ذلت محسوس کرتے ہیں ؛

انگریزوں کی خوبیاں

میرا ہمیشہ سے یہ خیال ہے۔ اور اب تک ہے۔ کہ انگریزوں میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اور ان کی وجہ سے میں ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ انگریز ابھی اس ملک میں بہت سے مفید کام کریں گے۔ اور ہندوستان ابھی پوری طرح اُن سے مستغنی نہیں ہو سکتا ؛

انگریز اپنے دوستوں کا حلقہ تنگ کر رہے ہیں

لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں۔ کہ انگریزی حکومت کی مذکورہ بالا کمزوری اس کے دوستوں کا حلقہ روز بروز تنگ کرتی جاتی ہے اور اگر حکومت نے وقت پر اپنی اصلاح نہ کی۔ تو ایک دن ایسا آئے گا۔ کہ ہر ایک قوم ان سے تاجرانہ یا خود غرضانہ تعلق رکھے گی۔ انگریز کی دوستی اور اس سے مخلصانہ تعلق رکھنے والا ایک فرد بشر بھی نہ ہوگا۔ اور اس تغیر کی ذمہ واری حکومت پر اور صرف حکومت پر ہوگی ؛

مذبح قادیان کا معاملہ

میں اپنے ہی سلسلہ کی مثال لیتا ہوں۔ قادیان کا مذبح گرایا گیا۔ اور ایسے حالات میں گرایا گیا۔ کہ کوئی انصاف پسند انسان ایس کو جائز نہیں قرار دے سکتا۔ ایک طرف ظلم۔ تعدی۔ بغاوت اور شرارت کا مظاہرہ تھا۔ تو دوسری طرف نرمی۔ عفو۔ امن پسندی اور شرافت کا مظاہرہ تھا۔ پولیس کی موجودگی میں مذبح گرایا گیا۔ ایک سب انسپکٹر اور کئی کانسٹبل وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ان حملہ آوروں کو روکا نہیں۔ بلکہ کھڑے دیکھتے رہے۔ اور پھر ستمگروں میں ایک شخص بھی مجرموں میں سے اپنے کیفر کردار کو نہیں پہونچا۔ دوسری طرف احمدیوں نے نہایت بردباری اور امن پسندی کا ثبوت دیا۔ اور باوجود طاقت کے اس خوف کی وجہ سے ان شریروں کا مقابلہ نہ کیا۔ کہ کہیں وہ امن شکنی کا موجب ہو جائیں۔ اور اسی یقین کی وجہ سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ کہ حکومت ان مفسدوں کو خود سزا دے گی۔ لیکن ان کا اعتماد بے محل ثابت ہوا۔ حکومت نے ایک مفسد کو بھی سزا نہیں دی۔ میں ایک

منٹ کے سے بھی خیال نہیں کر سکتا۔ کہ علاقہ کے تھانہ دار اور پولیس کی موجودگی میں ایک مجرم کی بھی شناخت صحیح طور پر نہ ہو سکی ہو۔ پس سب مجرموں کا چھوٹ جانا بتاتا ہے کہ یا تو اصل مجرموں کو پکڑا ہی نہ گیا تھا۔ یا یہ کہ مقدمہ کو جان بوجھ کر اس طرح چلایا گیا تھا۔ کہ وہ لوگ بری ہو جائیں۔ تاکہ دُنیا یہ خیال کر لے کہ گورنمنٹ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اور سکھ بھی گورنمنٹ سے ناراض نہ ہوں۔ اس وقت ایک ہی سوال حکام کے سامنے تھا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ سکھوں کو دسمبر ۲۹ء کی کانگریس کے اجلاس میں شامل ہونے سے ہر قیمت پر روکا جائے۔ لیکن اگر حکومت وفادار رعایا کے حقوق کو تلف کر کے اس قسم کی کارروائی کرے۔ تو اسے کب یہ امید ہو سکتی ہے کہ آئندہ مشکلات کے وقت میں اس کی تائید کی جائے گی۔

کانگریس کی شورش کے ایام میں کام

مگر میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے۔ کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس وقت الگ رہتا۔ تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی۔ اور یہ صرف میری ہی راہنمائی تھی۔ جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام کو بھی جرأت ہوئی۔ اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔

ہم نیلام ہونے کے لئے تیار نہیں

لیکن باوجود اس کے مذبح کے معاملہ میں حکومت ہمارے احساسات کے ساتھ کھیلتی رہی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر اس معاملہ کو اس قدر لمبا کیا ہے۔ کہ کوئی شخص اسے جائز نہیں قرار دے سکتا۔ وہ ہماری جیبوں سے سکھوں کو عارضی طور پر رو کے رکھنے کی قیمت دلوانا چاہتی ہے۔ لیکن ہم نیلام ہونے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ذمہ دار افسر دو سال سے ہمیں یہ کہتے چلے آتے ہیں۔ کہ مذبح کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ بس اب جاری ہوتا ہے۔ کچھ دن آپ لوگ اور صبر کریں۔ اپنے حقوق چھوڑ کر بھی سکھوں کو خوش رکھیں تاکہ مذبح کے کھولنے میں دقت نہ ہو۔ یہی آواز ہے۔ جو ڈیڑھ سال سے ہمارے کانوں میں پڑ رہی ہے۔ لیکن ہنوز روز اول والا معاملہ ہے۔ مذبح ہمارا حق ہے۔ اس حق کے لینے کے لئے زائد قیمت ادا کرنے کے معنے ہی کیا ہوئے۔

قادیان کی تعزیری چوکی

لُطف یہ ہے۔ کہ جو تعزیری چوکی بٹھائی گئی ہے علاوہ اس کے کہ اس کا رویہ نہایت قابل اعتراض ہے اس کے آنے پر چوریاں بڑھ گئی ہیں۔ اور لوگ شبہ کرتے ہیں۔ کہ یہ چوریاں خود بعض پولیس کے آدمی اس لئے کروا رہے ہیں۔ تاکہ تعزیری چوکی کی میعاد بڑھائی جا سکے۔ نیت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ قادیان میں پچھلی سردیوں میں اس قدر چوریاں ہوئی ہیں۔ کہ اس سے پہلے کئی سال میں بھی اس قدر نہ ہوئی ہوں گی۔ پس اگر بددیانتی نہیں۔ تو بعض لوکل افسروں کی نالائقی اس سے ضرور ثابت ہوتی ہے۔

تعزیری چوکی کا خرچ

دُوسری عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس چوکی کا خرچ جو علاقہ پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں مسلمانوں پر خاص ظلم کیا گیا ہے۔ حالانکہ قصور سکھوں کا تھا کمین لوگ جو بیچارے نہایت محنت سے مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ ان پر بار بہت زیادہ ڈالا گیا ہے۔ اور سکھ زمینداروں پر بہت کم ڈالا گیا ہے۔ یہ ظلم برابر جاری ہے۔ اور باوجود توجہ دلانے کے اس کی اصلاح نہیں ہوئی۔

گورنمنٹ کا قابل تعریف فعل

ہم اس قدر ممنون ضرور ہیں۔ کہ احمدی جماعت کو اس ٹیکس سے بری رکھا گیا ہے۔ اور اسی طرح قادیان کے دوسرے باشندوں کو بھی۔ اور میں اس ناراضگی کے وقت میں بھی گورنمنٹ کے اس فعل کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن یہ امر ایسا تھا جس میں کسی دوسری قوم کی ناراضگی کا سوال نہ تھا۔ اور یہ میں مانتا ہوں۔ کہ جب سیاسی پالیسی کا سوال نہ ہو۔ اس وقت انگریز افسر ہندوستانی سے زیادہ اعتماد کے قابل ہوتا ہے۔ اور باوجود لوگوں کے برا ماننے کے میں اس خوبی کے اعتراف سے باز نہیں رہ سکتا۔

ہمارا شکوہ

ہمیں اگر شکوہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس وقت جبکہ کسی کثیر التعداد قوم کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہوتا ہے اس وقت حکومت کے بعض افسران انصاف کی جگہ سیاسی نقطۂ نگاہ سے حالات کو دیکھنے لگتے ہیں۔ اور اگر کثیر التعداد لوگ ناراض ہوتے ہوں۔ تو عدل اور انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ امر ہے۔ جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

الفضل کو گورنمنٹ کی تنبیہ

اسی قسم کی ایک تازہ مثال میں نے اپنے خطبہ میں پیش کی تھی۔ اور وہ یہ کہ آریوں نے ابتدا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو لیکھرام کا قاتل لکھا لیکن حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اور ایسے شخصوں کو کوئی سزا نہیں دی۔ لیکن الفضل نے جب جواب دیا تو اس کو تنبیہ کی گئی۔ کہ اس میں لیکھرام کے خلاف مضامین کیوں لکھے گئے ہیں۔ اور ایک وجہ تنبیہ کی یہ بتائی گئی۔ کہ لیکھرام کو لیکھو کیوں لکھا گیا ہے۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ میں بیان کیا ہے۔ پنڈت لیکھرام کا اصل نام لیکھو ہی تھا۔ پس لیکھو کو لیکھو کہنا کوئی جرم نہیں تھا لیکن حکومت نے اس پر تو اظہار ناراضگی کیا۔ کہ لیکھو کو لیکھو کیوں لکھا ہے۔ اور اُن آریہ اخبارات کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قاتل لکھتے ہیں حالانکہ جب الفضل نے جوابی طور پر آریوں پر حملہ کیا تھا۔ تو حکومت کو اس امر کا لحاظ رکھنا چاہئے تھا۔ اور اپنے نفس میں شرمندہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ ہم نے وقت پر ان شریروں کی زبان بندی نہیں کی۔ جنھوں نے ایک ایسے شخص پر جو گورنمنٹ کا بھی محسن تھا۔ ایسا گندہ الزام لگایا ہے۔

آریوں کی دھمکی کا جواب

میرے اس خطبہ پر حکومت تو نہ معلوم کیا کارروائی کرے۔ لیکن آریہ صاحبان بہت ناراض ہیں۔ اور دھمکی دیتے ہیں۔ کہ اگر لیکھو کو لیکھو لکھا گیا۔ تو وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرزا دیا غلمو لکھیں گے۔ میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ میرا نقطۂ نگاہ پہلے خوب سمجھ لیں۔ میرا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ (۱) جب آریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قاتل لکھا۔ تو اپنی گندگی اور شرارت کا ثبوت دیا۔ اور ہمارے پیشوا اور امام کو بلا وجہ گالیاں دیں۔ پس ہمارا حق ہے۔ کہ ہم ان کو اسی رنگ میں جواب دیں۔ اور ابتدا کرنے کے بعد آریوں کو ناراض ہونے کا ہرگز کوئی حق نہیں۔ ہاں وہ اپنی شرارت پر ندامت کا اظہار کریں۔ اور آئندہ کے لئے توبہ کریں۔ تو وہ ہم سے نیک سلوک کی امید رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ گالیوں میں بڑھیں گے۔ تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ انہیں ایسے جواب سننے پڑیں گے۔ جو ان کے لئے بہت تلخ ہوں گے۔ اور دُنیا بھی انہی پر الزام رکھیگی۔ کیونکہ انہوں نے ظلم کی ابتدا کی۔

ایک آریہ اخبار کا بیہودہ نوٹ

مجھے ایک آریہ اخبار کا یہ نوٹ دیکھکر سخت تعجب ہوا۔ کہ ہم نے تو میرزا صاحب کو کچھ بھی بُرا نہیں کہا۔ ہم نے تو صرف انہیں قاتل لکھا ہے۔ اور یہ تو ہر قوم کے آدمیوں کا خیال ہے۔ اول تو یہ امر غلط ہے کہ سب اقوام کے لوگ ایسا سمجھتے ہیں۔ سوائے چند خبیث لوگوں کے سب شریف آدمی یہی سمجھتے ہیں۔ کہ لیکھرام یا اپنے کسی شخص کے ہاتھ سے مارا گیا یا اس کے مارنے والا کوئی بے تعلق شخص تھا۔ جس نے اسے مذہبی جوش میں قتل کر دیا۔ اور جو لوگ زیادہ دلیر ہیں اور لوگوں سے نہیں ڈرتے وہ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں یہی کہتے ہیں۔ کہ لیکھرام کے قتل کا واقعہ ایسا ہے۔ کہ اُسے الٰہی فعل کے سوا کسی اور امر کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

آریہ اخبارات کی دنائت

دوسرے یہ امر ان آریہ اخبارات کی دنائت پر دلالت کرتا ہے کہ وہ کسی کو قاتل کہنا معمولی بات سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس میں کوئی گالی نہیں ہے۔ جب کوئی قوم اخلاق سے عاری ہو جاتی ہے تو نہ صرف یہ کہ اس سے بداخلاقی کے کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے بلکہ وہ بداخلاقی کو بداخلاقی بھی نہیں سمجھتی۔ یہی حال معلوم ہوتا ہے آریوں میں سے ایک گروہ کا ہے کہ وہ ایک مقدس ہستی کو قاتل کہہ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے گالی نہیں دی گویا کہ وہ اس لفظ کو بہت اچھا سمجھنے لگے ہیں شاید کانپور بنارس وغیرہ مقامات پر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کے بعد اب وہ اپنی فطرتوں کو تسلی دینے کے لئے اس عیب کو عیب نہ قرار دیتے ہوں لیکن انہیں یاد رہے کہ احمدی اور ہر شریف انسان قتل کو گناہ اور عیب سمجھتا ہے۔ اور اپنے بزرگوں کی نسبت اس لفظ کے استعمال کو گالی قرار دیتا ہے پس جب انہوں نے یہ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت استعمال کیا اور اب تک کر رہے ہیں تو احمدی جو کچھ شائع کریں گے جوابی ہوگا اور اخلاقی ذمہ واری خود آریوں پر یا حکومت پر ہوگی۔

اعزازی خطاب استعمال کرنیکے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا

(۲) دوسری بات میرے نقطۂ نگاہ کے متعلق انہیں اور حکومت کو یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ میرے نزدیک حکومت یا کسی قوم کا یہ حق نہیں کہ ہم کسی دوسری قوم کے اعزازی خطاب اس کے افراد کے متعلق استعمال کریں اخلاقی طور پر ہم سے یہ تو امید رکھی جاسکتی ہے کہ ہم ظاہری آداب کو ملحوظ رکھیں لیکن یہ نہیں کہ ہم ان کے خود ساختہ خطابات کو بھی استعمال کیا کریں لالہ منشی رام جی بعد میں سوامی شردہانند بن گئے اب ہم سے یہ تو توقع کی جاسکتی ہے کہ ہم لالہ اور جی کا لفظ ان کے نام کے ساتھ لگائیں یا اور کوئی ادب کا لفظ ان کے نام کے ساتھ بڑھا دیں جو عام گفتگو میں استعمال ہوتا ہو۔ لیکن اس امر پر ہمیں مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ ہم منشی رام کا نام چھوڑ کر انہیں شردہانند لکھا کریں اسی طرح گاندھی جی کو جی کہہ کر یا صاحب کہہ کر پکارنے کی تو ہم سے امید کی جاسکتی ہے اور اخلاقاً ہمیں ایسا کرنا چاہیئے لیکن ہم سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ ہم انہیں مہاتما بھی کہیں چنانچہ اسمبلی میں ایک دفعہ ایک گورنمنٹ ممبر نے جب مسٹر گاندھی کہا اور لوگوں نے شور مچایا تو اس نے نہایت زور سے کہا کہ مہاتما میں نہیں کہہ سکتا میں مسٹر ہی کہوں گا اور اسی طرح ایک دفع غالباً مسٹر جناح کے ساتھ بھی ہوا۔

غرض عرف عام کے مطابق اخلاقاً ایک دوسرے کے نام کے ساتھ صاحب وغیرہ کے الفاظ لگانے تو ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ماں باپ کے رکھے ہوئے نام کے سوا دوسرے اختیار کردہ یا عطا کردہ نام لینے ہرگز ضروری نہیں اور اس پر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

لیکھو نام والدین نے رکھا

پس میرے نقطۂ نگاہ کے مطابق پنڈت لیکھرام کو لیکھو لکھنا ہرگز خلاف اخلاق نہیں کیونکہ ان کا نام ان کے والدین نے لیکھو ہی رکھا تھا جیسا کہ لالہ منشی رام جی المعروف سوامی شردہانند جی کی تحریر کردہ سوانح عمری سے ظاہر ہے سوامی شردہانند پنڈت لیکھو صاحب سے بڑی حیثیت کے آدمی تھے اور خود ان کی پارٹی کے تھے اور پھر ان کے ہم وطن تھے پس ان کی تحریر کو دشمن کی تحریر نہیں کہا جاسکتا۔ اور ان کی شہادت اس لئے زیادہ معتبر ہے کہ انہوں نے یہ بات پنڈت لیکھو صاحب کے چچا سے سن کر لکھی ہے پس اب آریہ صاحبان اور حکومت کے لئے اصولاً صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے کہ وہ یہ ثابت کر دیں کہ سوامی شردہانند جی نے جو کچھ لکھا ہے عداوت سے اور جھوٹ لکھا ہے تب بے شک وہ ہم سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کہ پنڈت لیکھرام کو لیکھرام لکھا کرو اور اگر وہ ایسا ثابت کر دیں تو گورنمنٹ سے پہلے میں الفضل کو تنبیہ کروں گا لیکن اگر سوامی شردہانند جی نے سچ لکھا ہے۔ اور پنڈت جی کا نام لیکھو ہی تھا تو لیکھو کو لیکھو لکھنے پر وارننگ دینے میں حکومت نے نہایت بے انصافی سے کام لیا ہے اور اس پر شور مچانے والے آریوں نے حماقت سے

مسیح موعود کا نام والدین نے کیا رکھا

اب اوپر کی بات کو سمجھ کر آریہ اخبارات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مرزو لکھیں یا غلمو یا سندھی جیسا کہ انہوں نے نوٹس دیا ہے لیکن اگر انہیں شرافت انسانی سے کوئی بھی حصہ ملا ہے تو انہیں ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام ان کے والد نے غلام احمد نہیں بلکہ مرزو یا غلمو رکھا تھا۔ غلام احمد بعد میں انہوں نے خود یا ان کی جماعت نے رکھ لیا اگر وہ یہ ثابت کر دیں گے تو ہمیں ہرگز ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم انہیں حق بجانب سمجھیں گے۔

اسلامی بادشاہوں کی ہتک

میں نے اپنے خطبہ میں ایک اور امر کی طرف بھی توجہ دلائی تھی کہ مسلمانوں کے بزرگوں کی طرح مسلمانوں کے بادشاہوں کے خلاف بھی ہندوؤں کا ایک طبقہ خصوصاً آریہ بدکلامی اور دشنام دہی سے کام لیتا رہتا ہے لیکن حکومت اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ لیکن اسلامی بادشاہوں کے باغی جو بھگت سنگھ وغیرہ کے طریق پر چلتے رہے ہیں۔ جیسے سیواجی وغیرہ جب بعض اسلامی اخبارات نے ان کی اصلیت کو بے نقاب کرنا چاہا ہے تو حکومت اس میں دخل دیتی رہی ہے لیکن یہ بے اصولا پن ہے اور اس بات کا مزید ثبوت ہے کہ حکومت بعض موقعوں پر عدل اور انصاف کے ماتحت نہیں بلکہ ضرورت اور ذاتی اغراض کے ماتحت کام کرتی ہے اگر یہ نہیں تو حکومت اس امر میں امتیاز کر کے دکھاوے۔ کہ کیوں سیواجی کو برا کہنے پر وہ قانون کو جنبش دیتی ہے لیکن اورنگ زیب کو برا کہنے پر کچھ نہیں کہتی اور یہ کیوں وہ سیواجی کے خلاف لکھنے والوں پر اظہار ناراضگی کرتی ہے جب کہ وہ بھگت سنگھ کی تائید میں جو یقیناً سیواجی سے بڑھ کر حب وطنی کے جذبہ سے معمور تھا۔ مضمون لکھنے والوں کو ملک کے امن کا برباد کرنے والا قرار دیتی ہے۔

سیواجی اور بھگت سنگھ کا مقابلہ

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر سیواجی اور بھگت سنگھ کا مقابلہ کیا جائے تو بھگت سنگھ یقیناً سیواجی سے زیادہ حب وطن کے جذبات سے معمور تھا۔ کیونکہ سیواجی کو لوٹ مار کی بھی خواہش تھی جو بھگت سنگھ کو نہ تھی سیواجی کو احتمال تھا کہ اگر میں جیتا تو ملک کا بادشاہ ہو جاؤں گا لیکن بھگت سنگھ جانتا تھا کہ میں انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب بھی ہو جاؤں تب بھی حکومت گاندھی جی اور نہرو جی کے قبضہ میں جائیگی اس کے نام صرف شاباشی لکھی جائیگی سیواجی جانتا تھا کہ وہ بھی اورنگ زیب کی طرح تلوار چلا سکتا ہے اور مقابلہ کر کے نکال سکتا ہے لیکن بھگت سنگھ جانتا تھا کہ اسے چوری چھپے حملہ کرنے کے سوا اس پر آنے کا موقع نہیں سیواجی جانتا تھا کہ اس کی قوم کی امداد بھی اس کے پیچھے ہے بھگت سنگھ جانتا تھا کہ اس کی قوم کے بزدل مخفی طور پر شاباش دینے کے سوا اسکی کوئی امداد نہیں کرینگے بلکہ ظاہر میں اسکے فعل سے برات کا اظہار کرتے رہیں گے۔ سیواجی جانتا تھا کہ مسلم بادشاہ اپنی قدیم روایات کے مطابق اس سے نرمی کا سلوک کریگا۔ بھگت سنگھ جانتا تھا کہ اسے انگریزی قانون کے ماتحت ایک فوجی کی موت مرنے کا بھی موقع نہیں دیا جائیگا بلکہ ایک مجرم کی موت مرنے پر مجبور کیا جائیگا سب سے آخر میں یہ کہ سیواجی اس بادشاہ کے مقابل پر کھڑا ہوا تھا جس نے ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور جسے غیر ملکی بادشاہ نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن بھگت سنگھ ایک غیر ملکی حکومت کے خلاف کھڑا ہوا تھا

پس ان سب امتیازوں اور ان کے علاوہ اور بہت سے امتیازوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سیواجی یقیناً بھگت سنگھ سے بہت ادنےٰ تھا۔ اور اگر اس کا فعل قابل تعریف تھا۔ اور اس کے خلاف لکھنا جرم ہے۔ تو یقیناً بھگت سنگھ کا فعل اس سے سینکڑوں گنے زیادہ قابل تعریف ہے۔ اور اس کے خلاف لکھنا اور بھی بڑا جرم ہے۔

ملک معظم کے بعض نمائندوں کی غداری

حقیقت یہ ہے۔ کہ ملک معظم کے ان نمائندوں میں سے جو ہندوستان میں مقرر ہیں بعض نے اورنگ زیب کے خلاف مضمون لکھوا کر اور سیواجی کی تعریف کر کے اس اعتماد کو جو ملک معظم نے ان پر کیا تھا۔ غلط ثابت کر دیا ہے۔ اور حکومت برطانیہ سے غداری کی ہے۔ اور فساد اور بغاوت کا ایسا دروازہ کھول دیا ہے۔ کہ کانگریس پر بھی اس سے بڑھ کر الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ وہ خیال کر رہے تھے۔ کہ ہم اورنگ زیب کو بُرا بھلا کہلوا کر اور سکول کے کورسوں میں اس کی مذمت لکھوا کر ہندوستان کے ماضی کو مٹا رہے ہیں۔ لیکن وہ نہیں سمجھتے تھے۔ کہ ہندوستان کا بے حد چالاک پنڈت اسی ذریعہ سے اپنے لئے ایک شاندار مستقبل تیار کر رہا ہے۔ اور برطانیہ کی ہندوستانی حکومت کے عین دل پر اسی طرح ایک خنجر مار رہا ہے جس طرح سیواجی نے افضل خان کے دل پر خنجر مارا تھا۔ سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔

مسلمانوں کا گورنمنٹ سے مطالبہ

اورنگ زیب کا بدلہ حکومت برطانیہ نے لینے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے بدلہ لیا۔ اور بہت عبرتناک طور پر لیا یعنی سیواجی کو بھگت سنگھ کے بھیس میں کھڑا کر کے حکومت سے اس کے رویہ کی مذمت کروا دی۔ اور اس کی پالیسی کی غلطی کا اس سے اعتراف کروا لیا۔ لیکن مسلمانوں کا حق ابھی موجود ہے۔ وہ حق رکھتے ہیں۔ کہ حکومت سے یہ مطالبہ کریں۔ کہ یا تو اورنگ زیب اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کے خلاف اس بے معنی پروپیگنڈا کو بند کروایا جائے۔ کہ جو اوّل انگریزوں نے شروع کیا۔ اور آپ اسے نہ سمجھائی ذہنیت کے ہندو جاری رکھے جا رہے ہیں۔ یا پھر مسلمان یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ حکومت کے نزدیک بھگت سنگھ کا یہ فعل بھی قابل تحسین ہے اور اگر بعض لوگ اپنی اولادوں کے دلوں میں اس نیک فعل کی یاد تازہ رکھنے کے لئے بھگت سنگھ کی برسی منایا کریں۔ تو یقیناً مسلمان ان سے ہمدردی رکھینگے۔ لیکن کیا حکومت اس فعل کو جائز رکھے گی۔

سیواجی اور بھگت سنگھ دونوں قاتل اور باغی تھے

قتل اور بغاوت بہرحال قتل اور بغاوت ہیں۔ خواہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے انہیں برکت حاصل ہو۔ یا کانگریس کی طرف سے ہم تو با اصول آدمی ہیں۔ ہم تو سیواجی اور بھگت سنگھ دونوں کو قاتل اور باغی سمجھتے ہیں۔ اور دونوں کے فعل کو قابل ملامت خیال کرتے ہیں۔ اور انگریزی حکومت کو سیواجی کی پشت پناہی اور کانگرس کو بھگت سنگھ کی تائید کے لئے یکساں مجرم خیال کرتے ہیں۔ ان دونوں نے ملک کے اخلاق بگاڑ دیئے ہیں۔ اور دونوں خدا اور مخلوق کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کاش گورنمنٹ سیواجی کی حمایت اور اورنگ زیب کی مذمت کر کے بھگت سنگھ پیدا نہ کرتی۔ اور کانگریس بھگت سنگھ کی تائید کر کے آئندہ نسلوں کے قاتل اور غارت گر بننے کے لئے راستہ نہ کھولتی:

ایک آریہ اخبار اور اورنگ زیب

ایک آریہ اخبار اپنی عادی ناسمجھی سے کام لے کر میرے خطبہ کے اس حصہ کے متعلق یہ لکھتا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے اپنے باپ کو قید کیا۔ اس کی تائید کس طرح کی جا سکتی ہے۔ گویا سیواجی اس کے خیال میں اِس لئے قابل تعریف ہے۔ کہ اس نے اورنگ زیب کا مقابلہ اس کے اپنے باپ سے بغاوت کرنے کے سبب سے کیا تھا۔ لیکن یہ درست نہیں۔ سیواجی خود ہی اپنے والد کا فرمانبردار نہ تھا۔ وہ اورنگ زیب کے خلاف اس لئے کیونکر کھڑا ہو سکتا تھا۔ اور اگر اس کے اس طرح کھڑے ہونے کی یہی وجہ تھی۔ تو اس نے حاجیوں کو لوٹنے کا ارتکاب کس جرم کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا تھا۔ اور اگر یہ درست ہے۔ کہ سیواجی اس لئے بغاوت پر آمادہ ہؤا تھا۔ کہ شاہ جہان کا بدلہ لے۔ تو جہانگیر اور شاہ جہان کے اس قسم کے فعل کا مقابلہ کرنے کے لئے کونسا ہندو سورما کھڑا ہؤا تھا۔

مغل شہزادوں کی بغاوت کی وجہ

اصل بات یہ ہے۔ کہ مغل شہزادوں کی بغاوت جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے۔ ہندو راجاؤں کی ریشہ دوانی کی وجہ سے تھی۔ ہر مغل شہزادہ جو بغاوت پر آمادہ ہؤا۔ وہ ہندو راجاؤں کی مخفی تائید رکھتا تھا۔ پس یہ بغاوتیں درحقیقت ہندوؤں کی چالاکیوں سے اور اسلامی حکومت کی تباہی کی غرض سے ہوئی تھیں۔ اور شاہزادوں کا یہ قصور تھا۔ کہ وہ اپنے ہندو مشیروں کے فریب میں آ گئے۔ اور ان کی چکنی چپڑی باتوں کو انہوں نے قبول کر لیا۔ صرف اورنگ زیب ہی ایک مغل شہزادہ تھا۔ جس نے اپنے بھائیوں کا مقابلہ اصول کے ماتحت کیا۔ یعنے اس نے صرف اس وجہ سے اپنے بھائیوں سے جنگ کی۔ کہ وہ ہندو اثر سے متاثر ہو کر جن اصول پر اس وقت حکومت کی بنیاد قائم تھی۔ انہی کو توڑنے لگے تھے۔ پس اورنگ زیب نے اس وقت کی کانسٹی ٹیوشن کی تائید کی۔ اس وجہ سے وہ باغی نہ تھا۔ بلکہ اس کا مقابلہ کرنیوالے باغی تھے۔ اور اس کے خلاف لکھنے والے آریہ مصنف صرف اس وجہ سے اس کے خلاف لکھتے ہیں۔ کہ اس نے ان کی سازشوں کو تباہ کر دیا۔ اور دوسرے مغل بادشاہوں کے خلاف اس لئے نہیں لکھتے۔ کہ وہ خود ہندو راجاؤں کا آلۂ کار تھے۔

ہندو ریاستوں کے صریح مظالم

اگر آریہ اخبارات سیواجی کی اس لئے تعریف کرتے ہیں۔ کہ اس نے ظالم حکومت کا مقابلہ کیا۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ صریح ظلم جو اس وقت بہت سی ہندو ریاستوں میں ہو رہا ہے۔ کیا وہ پسند کرینگے۔ کہ مسلمان بھی سیواجی کی اتباع کر کے اسی کے اصول کو اختیار کر کے ان ریاستوں کے حکام سے وہی معاملہ کریں۔ جو سیواجی نے اورنگ زیب اور اس کے جرنیل افضل خان سے کیا تھا۔ اگر وہ با اصول ہیں۔ اور محض شرارت سے سیواجی کی تعریف نہیں کرتے۔ تو میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ وہ اس امر کا کھلے طور پر اعلان کریں۔ کہ سیواجی نے جو کچھ کیا۔ وہ درست تھا۔ اور ویسا ہی معاملہ کرنا ہر اس شخص کے لئے جائز ہے۔ جو خیال کرتا ہو کہ حکومت ظلم کر رہی ہے۔ اور پھر وہ تمام لوگ جو بعض ہندو ریاستوں کے ان شدید مظالم کا جواب دینے کے لئے سیواجی کے اصول پر کھڑے ہوں۔ ان کی تائید کریں اور سیواجی کی طرح ان کی بھی عزت قائم کریں۔ تب بیشک میں سمجھوں گا۔ کہ ان کا یہ فعل شرافت پر مبنی ہے۔

آریہ اخبارات اور بھگت سنگھ

میں ان آریہ اخبارات سے یہ بھی پوچھتا ہوں۔ کہ اگر سیواجی کا فعل درست تھا۔ تو کیوں وہ بھگت سنگھ کی کھلے طور پر تعریف نہیں کرتے۔ اس کے معاملہ میں وہ یا تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس نے حکومت کے خلاف قتل کا کوئی ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور یا پھر یہ کہتے ہیں کہ اگر اس نے ایسا کیا۔ تو اس کا یہ فعل بُرا تھا۔ گو نیت نیک تھی۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو وہ سیواجی کی تعریف جھوٹے طور پر کرتے ہیں۔ اور یا پھر وہ بھگت سنگھ کے فعل کو بُرا قرار دینے میں منافقت سے کام لیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں سے باہر اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر اور کوئی صورت ممکن ہے۔ تو وہ اسے پیش کریں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ گالیاں دینا اور بات ہے۔ لیکن دلائل سے وہ ان دو صورتوں کے سوا کوئی تیسری صورت ثابت نہیں کر سکتے۔ پس آریہ یقیناً یا تو سیواجی کی تعریف کرنے میں منافقت سے کام لے رہے ہیں۔ یا بھگت سنگھ کے فعل کو بُرا قرار دینے میں۔ لیکن حق یہی ہے کہ دوسرے فعل میں وہ منافقت سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اورنگ زیب زندہ نہیں لیکن حکومت ہند باوجود خودکشی کی پالیسی اختیار کرنے کے پھر بھی انہیں سزا دینے کے قابل ہے۔ اور آریوں کا سیواجی اور بھگت سنگھ کے متعلق متضاد رویہ محض ڈر سے ہے نہ کسی اصل کی پابندی کی وجہ سے۔ لیکن ہر شریف آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ طریق کیسا گندہ اور کیسا مکروہ ہے:

اب میں اپنا نقطہ نگہ بیان کر چکا ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ حکومت اور آریہ جو بھی میرے مضامین کے متعلق کوئی قدم اٹھانا چاہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لے۔ تا بعد میں انہیں ندامت نہ اٹھانی پڑے۔ اور آریہ صاحبان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ خواہ کسقدر بھی گالیاں دیں۔ اس سے ہمیں نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ جس بنیاد پر میں نے اپنے دعویٰ کو رکھا ہے۔ وہ نہایت مضبوط ہے۔ اور آریہ باوجود پورا زور لگانے کے اس کو رد کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

الفضل کو تنبیہہ

میرا کام واضح ہے۔ ہمارے سلسلہ کے بانی کا احترام ہماری نظر میں اس سے ذرہ بھر بھی کم نہیں۔ جسقدر کہ سناتن دھرمیوں کے دل میں کرشن جی اور رام چندر جی کا احترام ہے اور مسیحیوں کے نزدیک حضرت مسیح کا۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان کی عزت کی حفاظت کے لئے پورا زور لگائیں۔ میں کسی صورت میں خلاف اخلاق اور جھوٹ پر مشتمل مضامین کی اجازت نہیں دونگا چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک مضمون پر میں الفضل کو تنبیہہ کر چکا ہوں

گورنمنٹ اور آریہ اپنا رویہ بدلیں!

لیکن جب تک کہ حکومت آریوں کو اس گندے الزام کے لگانے سے جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگاتے ہیں نہیں روکے گی۔ میں اور جماعت احمدیہ ہرگز دوسری جماعتوں کے بزرگوں کا ادب کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ بزرگوں کا احترام ایک سودا ہوتا ہے۔ اور اس کی قیمت دونوں فریق کے لئے ادا کرنی ضروری ہے۔ پس ہم برابر ایسے سامان پیدا کرتے چلے جائینگے کہ جن کی وجہ سے ایک طرف حکومت مجبور ہو کر اپنے رویہ کو بدلے اور دوسری طرف آریہ لوگ بھی مجبور ہوں۔ کہ اخلاق کے معنے سیکھیں۔ اور اخلاقی تعلیم پر عمل کریں۔ اگر حکومت چاہتی ہے۔ کہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ آئندہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور مسلمانوں کے دوسرے بزرگوں اور بادشاہوں کی عزت کی حفاظت کرے۔ اس کے بعد اگر ہم کوئی تحریر ایسی شائع کریں۔ کہ جس میں آریوں یا کسی اور قوم کے بزرگ کی ذاتی ہتک ہو۔ تو بے شک ہم قانونی طور پر بھی اور اخلاقی طور پر بھی مجرم ہونگے۔ لیکن اس سے پہلے نہیں۔ اور اور ہرگز نہیں

مضمون کا دوسرا حصہ

میرے مضمون کا ایک حصہ ابھی باقی ہے۔ اور وہ ان غلط فہمیوں کے متعلق ہے۔ جو میرے خطبہ سے خود احمدی جماعت یا دوسرے مسلمانوں کو پیدا ہوئی ہیں۔ میں اس کے متعلق کچھ دوسرے مضمون میں بیان کروں گا۔ لیکن سردست تو آشوب چشم کی وجہ سے یہ مضمون بھی میں نے تکلیف سے لکھا ہے۔ اور کئی دن میں جا کر ختم کیا ہے ؛

مذاہب غیر

ہندوستان کی بعض قدیم اقوام اور انکے عقائد

اس عنوان کا ایک حصہ گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے آج اس سلسلہ کی دوسری کڑی پیش کی جاتی ہے۔

گونڈ

ہندوستان کی وحشی اور غیر متمدن اقوام میں بھیلوں کے بعد گونڈ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ جو ہندوستان کے قدیم باشندے ہیں غیر ملکی حملہ آوروں کی تعدی اور ظلم کی وجہ سے یہ لوگ اپنے وطن کو ترک کر کے ممالک متوسط کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے اس علاقہ کو گونڈوانہ کہا جاتا ہے۔ جسے ہندوستان اور دکن میں حد فاصل کہنا چاہیئے۔ ان میں سے زیادہ وحشی لوگ اندراوتی ندی کے منبع کے قریب اور دریائے نربدا کے اوپر والے حصے کے پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ بمبئی سے کلکتہ اور ناگپور کی طرف جو ریلوے لائنیں جاتی ہیں وہ اگرچہ بالکل گونڈوانہ کے ناف میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ مگر پھر بھی یہ لوگ ابھی تک تمدن سے بالکل آشنا نہیں ہوئے۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں مرہٹوں نے اس علاقہ پر قبضہ کیا تھا۔ مگر ناموافق بلکہ تکلیف دہ آب و ہوا کی وجہ سے وہ یہاں قدم نہ جما سکے۔

گونڈ نہایت بدصورت۔ پست قد۔ اور سیاہ فام ہوتے ہیں ان کے چہرے چپٹے۔ ناک دبی ہوئی۔ ہونٹ موٹے۔ آنکھیں چھوٹی اور سیدھی اور بال سیاہ۔ مگر چمکیلے ہوتے ہیں۔ لباس کے طور پر پہلے یہ لوگ صرف پتوں کا استعمال کرتے تھے۔ مگر اب کچھ عرصہ سے کپڑے بھی پہننے لگے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ ایک ٹکڑا تو کمر کے گرد لپیٹ لیتے ہیں۔ اور دوسرا سر کے گرد۔ عورتوں کا لباس قدرے لمبا ہوتا ہے۔ مگر سارا بدن وہ بھی نہیں ڈھانپتیں۔ سخت سردی کے موسم میں بھی یہ لوگ اس سے زیادہ لباس نہیں پہنتے۔ البتہ آگ جلا کر تاپتے ہیں۔ اپنے جسم کو گودتے ہیں۔ اور بڑے بڑے زیور بھی پہنتے ہیں۔ عورتیں لوہے کے کڑوں کو بہت پسند کرتی ہیں بھیلوں کی طرح یہ لوگ تیر کمان نہیں رکھتے۔ بلکہ صرف ایک کلہاڑی رکھتے ہیں۔ اور اس سے ہر قسم کا شکار کرتے ہیں۔ ان کے ملک میں سال، مہوا اور برگد کے بڑے بڑے درخت پائے جاتے ہیں مہوے سے ایک قسم کی شراب تیار کر کے مذہبی رسوم کے وقت استعمال کرتے ہیں۔ ندی نالوں میں مچھلی اور جنگل میں اور شکار بکثرت ملتا ہے جسے یہ لوگ کھاتے ہیں۔ اب کچھ زراعت بھی کرنے لگے ہیں۔

مذہبی رسوم

گونڈ اپنے وطن میں مہمان نواز اور شائستہ ہوتے ہیں۔ لیکن مذہبی جوش کے ماتحت ابھی تک ان کے بعض دور افتادہ حصوں میں انسانی قربانی کا رواج پایا جاتا ہے۔

دیگر وحشی اقوام کی طرح بھوت پریت سے بہت ڈرتے ہیں۔ اور ان کی ضرر رسانی سے بچنے کے لئے یہ لوگ گاؤں کے باہر درختوں کے نیچے پتھروں کے حلقہ میں ایک جگہ بناتے ہیں۔ اور اسے سرخ رنگ پھیر دیتے ہیں۔ جو خون کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے ان لوگوں کا خیال ہے۔ کہ بھوت شام کے بعد ضرر رسانی کی غرض سے گاؤں کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے مقررہ متبرک مقام پر کھانے پینے کی اشیاء رکھ دیتے ہیں۔ اور ان کی خواہش انتقام کو فرو کرنے کے لئے سرخ رنگ ڈال دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جابجا کھونٹیاں گاڑ دیتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ بھوت پاؤں زمین پر نہیں لگاتے اور اگر یہ نہ لگائی جائیں۔ تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ ان کے جو لوگ کسی ناگہانی حادثہ یا صدمہ سے مر جاتے ہیں۔ ان کی ارواح سے یہ لوگ بہت ڈرتے ہیں۔ اور ان کی دلجوئی کے لئے بہت چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ عورتوں کی ارواح کو خوش کرنا بہت مشکل خیال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی باہر کا مسافر ان کے ہاں مر جائے۔ تو اس کی روح سے بھی وہ بہت ڈرتے اور اسے خوش کرنے کی بہت کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً کچھ عرصہ ہوا۔ ایک انگریز سیاح کپتان کول جو وہاں سے گذر کر مدراس کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں مر گیا۔ تو گونڈوں نے اس کی روح کے لئے بھی ایک پرستش گاہ قائم کر کے اس پر چڑھاوے چڑھانے شروع کر دیئے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ تمام وباؤں کو بھی دیوتا سمجھتے ہیں۔ ہیضہ۔ ملیریا۔ چیچک اور خشک سالی وغیرہ سب مصائب ان کے نزدیک دیوتا ہیں۔ جن کی بہت تعظیم کی جاتی ہے۔ مگر سب سے بڑا دیوتا ان کا مردم خوار شیر ہے۔ اگر کوئی شیر انسانی بستیوں پر حملے شروع کر دے۔ تو معاً اس کی پرستش گاہ قائم کر دی جاتی ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ اس کے اندر جو بھوت ہیں۔ وہ ان اشخاص کی ارواح ہیں۔ جنہیں اس نے کھایا ہے۔

ایسے شیر سے ارواح کو دور کرنے کے لئے ایک دوسری قوم سے عامل بلایا جاتا ہے۔ جو طرح طرح کی حرکات کرتا ہے۔ اور بکری کے بچہ کو جو چڑھاوے کے لئے لایا جاتا ہے۔ اپنے دانتوں میں پکڑ کر چیر ڈالتا ہے۔ اور اس کے اندر اپنا سر ڈال کر خون آلودہ چہرہ تماشائیوں کو دکھاتا ہے جس سے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ آفت دور ہو گئی۔ سانپوں کی تعظیم بھی بہت کرتے ہیں۔ خصوصاً ناگ کی۔ اور خواہ وہ ہلاک ہی کر دے۔ مگر اسے مارنا گوارا نہیں کیا جاتا ہے ؛

فضیلتِ اسلام

اسلام تمام صفات حسنہ کا جامع خدا پیش کرتا ہے

انسانی زندگی کا حقیقی مقصد

اوّلین مقصد اسلام کا یہ ہے کہ انسانوں کو اس اعلیٰ اور ارفع مقام تک پہنچائے جس کے لئے انسانی پیدائش بغرض ظہور میں آئی۔ مختلف مذاہب اپنے اپنے رنگ میں اس خصوص پر زور دیتے ہیں اور بظاہر یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی اشاعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے محبوب حقیقی سے ملیں۔ اور دلوں سے وہ کدورت اور بغض اور گناہوں کی محبت دور کر دیں جس کے بغیر آئینہ قلب میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نہیں دیکھا جا سکتا۔ مگر اس دعویٰ کے باوجود اسلام کے سوا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں۔ جو اس مقصد کے حصول کے لئے عملی رنگ میں انسانوں کے سامنے کوئی لائحہ عمل پیش کرے۔

اسلام کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کی حالت

اُن اصولی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے جو مختلف مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان فروعی جھگڑوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جن کی وجہ سے اکثر اوقات سر پھٹول تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک عظیم الشان فرق جو اسلام اور دیگر مذاہب میں پایا جاتا ہے یہ ہے۔ کہ اسلام ہر بات میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اسلام کا منتہیٰ مقصد یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے عشق میں ایسا سرشار ہو جائے۔ کہ وہ کوئی حرکت نہ کرے اور نہ سکون مگر یہ دیکھ کر کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا پائی جاتی ہے یا نہیں۔ مگر باقی مذاہب کا یہ منشاء نظر آتا ہے۔ کہ کبھی کبھی خدا کا ذکر کر لیا جائے۔ ہر وقت اس کا نام جپنے کی ضرورت نہیں حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں۔ سچا عاشق وہی ہوتا ہے۔ جسے اپنے محبوب کے ذکر کے بغیر ایک پل چین نہیں آتی۔ اسلام خدا تعالیٰ کے متعلق یہی جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن باقی مذاہب میں یہ بات نظر نہیں آتی۔

ویدوں کے پرمیشور کی حقیقت

مثلاً ہندوؤں کی الہامی کتاب وید میں اللہ تعالیٰ کے متعلق اور قرب کے حصول کے لئے کوئی ایسی بات بیان نہیں کی گئی جس سے انسان کے دل میں خاص اشتیاق اور جوش پیدا ہو یہی نہیں۔ بلکہ بخلاف اس کے ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ جیسی ہستی کی عظمت کے منافی ہیں۔ اور ان کے سچے ہونے کا یقین رکھنے والا انسان قطعاً خدا کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وید میں لکھا ہے۔ ایک موقع پر پرمیشور دریافت کرتا ہے۔ "بیاہے ہوئے مرد عورت تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے۔ اور دن کہاں بسر کیا تھا تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا۔ تمہارا وطن کہاں ہے۔ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے۔ اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے۔" (منقول از رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو)

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ اول تو پرمیشور کو ضرورت ہی کیا ہے کہ اس قسم کے سوالات کرے۔ کہ تم رات کہاں ٹھہرے تھے۔ اور کیا کرتے تھے۔ کیا اسے اتنا بھی پتہ نہیں کہ اس کے بندے رات کو کیا کرتے رہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر وہ پرمیشور کیسا۔ اور اگر پتہ ہے۔ تو پھر دریافت کرنا فضول۔

پھر لکھا ہے۔ ویدک ایشور فرماتے ہیں۔

"میں اور آپ پڑھنے پڑھانے والے دونوں محبت اور پریم کے ساتھ رہکر عالم اور دیندار ہوں۔ کہ جس سے ہم دونوں کی علمی ترقی ہمیشہ ہووے۔" (یجروید ادھیائے ۳۰ منتر ۵) اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ ویدک ایشور کو پورا کمال حاصل نہیں۔ بلکہ اسے ضرورت ہے۔ کہ علم حاصل کرے۔ گویا جس طرح ایک انسان کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنے علم کو ترقی دینے اور جہالت کے مضرات سے محفوظ رہنے کے لئے مختلف علوم کی طرف توجہ کرے۔ اسی طرح نعوذ باللہ پرمیشور کو بھی ضرورت ہے کہ وہ اپنے علم میں ترقی کرنے کے لئے پڑھے۔ اور دینداری حاصل کرے۔ اب غور کرو۔ کیا ایسا خدا جسے وید پیش کرتا ہے۔ اس قابل ہے کہ انسان اسے اپنا معبود بنائے۔ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرے۔ جو شخص وید دیکھے گا وہ یہ یقین رکھیگا۔ کہ ایشور ایسی ہستی ہے جسے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اسے اس بات کی احتیاج ہے۔ کہ دینداری حاصل کرے اور علم پڑھے۔ تو وہ ہرگز اس کے ساتھ معبود ہونے کے لحاظ سے صحیح تعلق نہ قائم کر سکیگا۔

ایسی کتاب جس میں خدا کی عظمت و قدوسیت پر اس بیباکانہ رنگ میں حملے کئے گئے ہوں۔ ہرگز انسانی قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہیں کر سکتی۔

انجیل کی رو سے خدا کی حقیقت

اب انجیل کو دیکھئے۔ عیسائی صاحبان جسے خدا تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی قدرت کا یہ حال ہے۔ کہ صلیب کی رات حضرت مسیح نے اس سے رو رو کر دعائیں کیں۔ کہ یہ پیالہ ٹل جائے مگر باوجود متضرعانہ دعاؤں کے اور باوجود بقول عیسائی صاحبان خدا کا ابن ہونے کے ان کی دعا رد کر دی گئی۔ اور وہ خلاف مرضی صلیب پر چڑھا دیئے گئے۔ یہ امر خدا کی قدرت اور اس کی رحمت کے صریح خلاف ہے۔ بروئے انجیل خدا نے اپنے بیٹے کی حفاظت کے لئے نہ تو قدرت کی صفت کا اظہار فرمایا۔ اور نہ اس کی دعائیں سنکر اپنی شفقت اور رحمت کی صفت کو حرکت دی پس وہ خدا جو ایسی نازک اور کٹھن گھڑیوں کے موقع پر بھی محبت کا سلوک نہیں کر سکتا۔ وہ کب انسانی محبت کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ دنیا میں دوستوں کا پتہ مصیبت کے وقت چلتا ہے۔ اور سچے اور جھوٹے دوست میں تمیز ہو جاتی ہے۔ ایک عربی شاعر اسی حقیقت کو بیان کرتا ہوا کہتا ہے۔

فما اكثر الاخوان حين تعدهم ؛ ولكنهم في النائبات قليل

یعنی دوستوں کو اگر شمار کیا جائے۔ تو وہ کتنے ہی بن جاتے ہیں۔ مگر مصیبت آنے پر ان میں سے خال خال ہی دکھائی دیتے ہیں۔ پس جب محبت کا پتہ مصیبت کے وقت ہی چلتا ہے۔ تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیار کا پتہ بھی اسی وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ جب اس کا بندہ نرغۂ اعداء میں پھنسا ہوا ہو ایسے موقعوں پر خدا جب اپنا غائبانہ ہاتھ ہاں نصرت اور تائید کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ اس بندے کے ساتھ خدا کا خاص سلوک ہے۔ مگر جب انجیل کی رو سے خدا نے اپنے بیٹے کے ساتھ بھی باوجود اس کی دعاؤں اور التجاؤں کے ایسی نازک گھڑی میں کوئی سلوک نہیں کیا۔ جو اپنے اندر جاذبیت اور محبت رکھتا۔ تو اوروں کو کہاں امید ہو سکتی ہے۔ کہ مشکل کے وقت اگر خدا کو پکارینگے۔ تو خدا ان کی سنیگا۔

اسلام کا خدا

اب اسلام کو دیکھو۔ کہ وہ کیسا قدرتوں والا۔ کتنے پیار اور محبت والا اور کیسی نازک گھڑیوں میں اپنے بندوں کے ساتھ شفقت کا سلوک کرنے والا خدا پیش کرتا ہے۔ اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے۔ وہ نہ تو ایسا ہے۔ جسے اپنے علم میں اضافہ کی ضرورت ہو۔ نہ ایسا ہے جو دنیا میں اپنی قدرت کا جلوہ دکھانے سے قاصر ہو۔ اور نہ ہی ایسا ہے۔ جو اپنے بندوں کی دعائیں نہ سنتا ہو۔ بلکہ اسلام کا خدا القادر ہے۔ السمیع ہے۔ العلیم ہے۔ الباسط۔ الواسع الرزاق۔ اور ذو القوة المتین ہے۔ پھر فرماتا ہے

واذا سألك عبادي عني فاني قريب۔ اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون۔

یعنی میرا کوئی بھی بندہ ہو۔ وہ جب مجھے سچے دل سے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعا سنتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ مت ڈر میں تیرے قریب ہوں یہ شیریں اور دلکش آواز یہ اپنی قربت کی پر لذت آواز جب کبھی مجبور بلا کے کانوں میں پہنچتی ہے۔ تو اس کا قلب فرحت سے اچھلنے لگتا ہے۔ اور وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ اس کا خدا اس کے قریب ہے۔ پس اسلام ایسا خدا پیش کرتا ہے۔ اور پھر صرف سنانے کے لئے نہیں۔ بلکہ عملی رنگ میں اللہ تعالیٰ اپنی امداد کا ثبوت پیش کر کے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ

میں خدا ہوں ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور ؛ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

یہی خدا ہے جو محبت کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور اسی خدا کے عشق میں انسان سرشار رہ سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے مختلف رنگوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات لوگوں کے سامنے بیان کی ہیں۔ تا دل اس کی طرف جھکیں۔ کبھی خدا کی صفت رحمانیت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کبھی رحیمیت کی طرف۔ کبھی ربوبیت اور کبھی ۴۴

۴۴۔ مالکیت کی طرف۔ کبھی بتاتا ہے۔ کہ میں نے تم پر یہ احسان کئے اور کبھی کہتا ہے۔ میرے جیسا وجود کوئی نہیں۔ گویا حسن اور احسان کی جامع ہستی میں ہوں۔ اسی طرح وہ کبھی تو انسانی دلوں میں اپنی محبت کا ولولہ پیدا کرتا ہے۔ اور کبھی گفتار کے ذریعے گرمیٔ محبت کو شعلہ زن کرتا ہے۔ غرض یہ شفقت محبت، رحمت اور احسان ایسے عجیب اور اتنے دلکش اور اتنے پُر تاثیر ہیں کہ بے اختیار انسانی دل اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے بھی اسلام کی فضیلت ظاہر ہے۔ اسلام مردہ خدا پیش نہیں کرتا۔ اسلام گونگا خدا پیش نہیں کرتا۔ اسلام قائلین تناسخ کے قول کے مطابق ایسا خدا پیش نہیں کرتا۔ جو کبھی روحوں کو مکتی نہ دے سکے۔ نہ اسلام عاجز اور درماندہ خدا پیش کرتا ہے۔ بلکہ اسلام زندہ حی و قیوم اور القادر ہستی پیش کرتا ہے۔ جو آج بھی ویسی قدرتیں دکھلاتا ہے جو اس نے پہلے دکھائیں۔ اور آج بھی اسی طرح ہمکلام ہوتا ہے۔ جس طرح وہ پہلے طور یا در فاران پر جلوہ گر ہوا ؛

فہرست نومبایعین بابت سنہ ۱۹۳۱ء

نمبر	نام	سکونت
۹۱۸	مختار احمد صاحب	ضلع گورداسپور
۹۱۹	رفیق احمد صاحب	〃 〃
۹۲۰	عبدالغنی صاحب	〃 〃
۹۲۱	فتح دین صاحب	〃 جالندھر
۹۲۲	عبدالرحیم صاحب	〃 〃
۹۲۳	چراغ حسین صاحب	〃 گورداسپور
۹۲۴	حشمت علی صاحب	〃 جالندھر
۹۲۵	کرم دین صاحب	〃 گورداسپور
۹۲۶	شمس دین صاحب	〃 〃
۹۲۷	میرزا برکت علی صاحب	قادیان
۹۲۸	اللہ دین صاحب	ضلع گورداسپور
۹۲۹	برکت علی صاحب	〃 〃
۹۳۰	مہر دین صاحب	〃 〃
۹۳۱	فتح محمد صاحب	〃 〃
۹۳۲	نتھو صاحب	〃 〃
۹۳۳	علی محمد صاحب	〃 〃
۹۳۴	اسماعیل صاحب	〃 〃
۹۳۵	محمد علی صاحب	〃 〃
۹۳۶	جلال دین صاحب	〃 〃
۹۳۷	دین محمد صاحب	〃 〃
۹۳۸	محمد اسماعیل صاحب	〃 کرنال
۹۳۹	کرم علی صاحب	〃 〃
۹۴۰	حشمت بی بی صاحبہ	〃 〃
۹۴۱	بی بی رحمان صاحبہ	〃 〃
۹۴۲	بی بی حسین صاحبہ	〃 〃
۹۴۳	عبدالغفور صاحب	〃 〃
۹۴۴	بی بی حسین صاحبہ	〃 〃
۹۴۵	مہر علی صاحب	ریاست پٹیالہ
۹۴۶	مسماۃ جانی صاحبہ	ضلع کرنال
۹۴۷	اہلیہ صاحبہ امام بخش خانصاحب	〃 ڈیرہ غازیخاں
۹۴۸	محمد عظیم خاں صاحب	〃 〃
۹۴۹	شیخ دین محمد صاحب	〃 〃
۹۵۰	اللہ دین صاحب	〃 حصار
۹۵۱	مسماۃ کبریٰ بنت اللہ دین صاحب	〃 〃
۹۵۲	〃 صغریٰ 〃	〃 〃 〃
۹۵۳	مہر نظام الدین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۹۵۴	مسماۃ بھاگ بھری صاحبہ	〃 گجرات
۹۵۵	برکت علی صاحب	گجرات
۹۵۶	سلطان احمد صاحب	ریاست بہاولپور
۹۵۷	خورشید بیگم صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۹۵۸	محمد احمد صاحب	〃 گورداسپور
۹۵۹	نواب بی بی صاحبہ	〃 〃
۹۶۰	عطا محمد صاحب	〃 گوجرانوالہ
۹۶۱	محمد بخش صاحب	〃 گورداسپور
۹۶۲	چراغ دین صاحب	〃 〃
۹۶۳	محمد عالم صاحب	ریاست پونچھ
۹۶۴	عبدالرسول خان صاحب	بھدرک ضلع بالیہ
۹۶۵	خیرو خان صاحب	ضلع پوری۔ بنگال
۹۶۶	جلال الدین صاحب	ضلع گوجرات
۹۶۷	دالدخان محمد صاحب	موضع راحم گڑھ ضلع لدھیانہ
۹۶۸	حسین بی بی صاحبہ	ضلع شاہ پور
۹۶۹	آمنہ بی بی صاحبہ	〃 〃
۹۷۰	فضل الحق صاحب	ضلع لائل پور
۹۷۱	شریعت اللہ صاحب	ضلع کٹک
۹۷۲	چودھری محمد صدیق صاحب	ضلع امرتسر
۹۷۳	مراد بیگم صاحبہ	ضلع ڈیرہ غازیخان
۹۷۴	راجہ مرزا خان صاحب	ضلع گجرات
۹۷۵	علی محمد صاحب	〃 〃
۹۷۶	سردار بی بی صاحبہ	ملتان چھاؤنی
۹۷۷	والدہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر فتح الدین صاحب	لدھیانہ
۹۷۸	محمد یعقوب صاحب	ضلع مرشد آباد بنگال
۹۷۹	منشی محمد خان صاحب مدرس	ضلع اٹک
۹۸۰	شیر محمد صاحب	بہاول نگر
۹۸۱	چودھری شمس الدین صاحب	ریاست نابھہ
۹۸۲	عمر الدین صاحب	〃 〃
۹۸۳	چودھری یوسف صاحب	〃 〃
۹۸۴	علی محمد صاحب	〃 〃
۹۸۵	عبدالکریم صاحب	〃 〃
۹۸۶	رحم الدین صاحب	〃 〃
۹۸۷	اسمٰعیل صاحب	〃 〃
۹۸۸	شفیع محمد صاحب	〃 〃
۹۸۹	محمود احمد صاحب	〃 〃
۹۹۰	برکت صاحب	〃 〃
۹۹۱	ممتاز علی صاحب	〃 〃
۹۹۲	محمد فضل حق صاحب	ضلع گورداسپور
۹۹۳	قائم خان صاحب	〃 〃
۹۹۴	بشیر احمد صاحب	〃 〃
۹۹۵	اسلم داد خان صاحب	〃 〃
۹۹۶	دین محمد صاحب	〃 〃
۹۹۷	عبدالسلام صاحب	〃
۹۹۸	محمد جمیل خان صاحب	〃 〃
۹۹۹	سبحان علی صاحب	〃 〃
۱۰۰۰	صغریٰ بیگم اہلیہ ابراہیم خان	〃 〃
۱۰۰۱	خورشید بیگم اہلیہ محمد فضل حق	〃 〃
۱۰۰۲	گوہر بی بی اہلیہ سردار خان	〃 〃
۱۰۰۳	صابرہ بی بی اہلیہ اسمٰعیل خان	ضلع گورداسپور
۱۰۰۴	عالم بی بی اہلیہ میر احمد خان	〃 〃
۱۰۰۵	نواب بی بی زوجہ سردار خان	〃 〃
۱۰۰۶	صغریٰ بیگم زوجہ غلام رسول صاحب	〃 〃
۱۰۰۷	رمضان بی بی اہلیہ ناظر الدین مستری	〃 〃
۱۰۰۸	اللہ رکھی صاحبہ زوجہ قادر بخش صاحب	〃 〃
۱۰۰۹	حشمت بی بی	ضلع ہوشیارپور
۱۰۱۰	دولت بی بی والدہ اسلم داد خان	ضلع گورداسپور
۱۰۱۱	محمد اکرام صاحب	〃 〃
۱۰۱۲	شیر محمد صاحب	〃 〃
۱۰۱۳	عمر الدین صاحب	〃 〃
۱۰۱۴	حجا صاحب	〃 〃
۱۰۱۵	محمد دین صاحب	〃 〃
۱۰۱۶	خیراتی صاحب	〃 〃
۱۰۱۷	محمد الدین صاحب ولد فضل دین صاحب	〃 〃
۱۰۱۸	میراں بخش صاحب	〃 〃
۱۰۱۹	سلطان احمد صاحب	〃 〃
۱۰۲۰	فتح الدین صاحب	〃 〃
۱۰۲۱	چراغ بی بی اہلیہ الٰہ بخش صاحب	〃 〃
۱۰۲۲	جانو اہلیہ مراد محمد صاحب	〃 〃
۱۰۲۳	حسن بی بی زوجہ نور بخش صاحب	〃 〃
۱۰۲۴	صغریٰ بی بی اہلیہ جان محمد صاحب	〃 〃
۱۰۲۵	خورشید بی بی صاحبہ دختر فتح دین صاحب	〃 〃
۱۰۲۶	فتح الدین صاحب	〃 〃
۱۰۲۷	کرم الٰہی صاحب	〃 〃
۱۰۲۸	چوہدری احمد علی صاحب	〃 〃
۱۰۲۹	چوہدری رحمت علی صاحب	〃 〃
۱۰۳۰	میر الٰہ بخش صاحب تسنیم	گوجرانوالہ
۱۰۳۱	فضل الٰہی صاحب	ضلع منٹگمری
۱۰۳۲	راج بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۰۳۳	برکت علی صاحب	〃 لائلپور
۱۰۳۴	مہر دین صاحب	〃 گورداسپور
۱۰۳۵	سلطان بخش صاحب	〃 〃
۱۰۳۶	محمد بخش صاحب	〃 〃
۱۰۳۷	حسن محمد صاحب	〃 〃
۱۰۳۸	نظام دین صاحب	〃 〃
۱۰۳۹	الٰہ بخش صاحب	〃 〃
۱۰۴۰	کمال دین صاحب	〃 〃
۱۰۴۱	حاکم علی صاحب	〃 〃
۱۰۴۲	حسین بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۱۰۴۳	ابراہیم صاحب	〃 〃
۱۰۴۴	محمد بخش صاحب	〃 〃
۱۰۴۵	بوڈو صاحب	〃 〃
۱۰۴۶	غلام محمد صاحب	〃 〃
۱۰۴۷	کریم بخش صاحب	〃 〃
۱۰۴۸	رحیم بخش صاحب	〃 〃
۱۰۴۹	خیر الدین صاحب	〃 〃
۱۰۵۰	حسن محمد صاحب	〃 〃
۱۰۵۱	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۰۵۲	نواب دین صاحب	〃 〃
۱۰۵۳	بڈھا صاحب	〃 〃
۱۰۵۴	پیر بخش صاحب	〃 〃
۱۰۵۵	وہاب دین صاحب	〃 〃
۱۰۵۶	میراں بخش صاحب	〃 〃
۱۰۵۷	ابراہیم صاحب	〃 〃
۱۰۵۸	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۰۵۹	روڈا صاحب	〃 〃
۱۰۶۰	عبدالرحمٰن صاحب	〃 〃
۱۰۶۱	محمد شفیع صاحب	〃 〃
۱۰۶۲	محمد بخش صاحب	〃 〃
۱۰۶۳	عبدالعزیز صاحب ولد الٰہ بخش صاحب	〃 〃

(باقی)

وصیتیں

نمبر ۳۳۵۳:- میں کرم دین ولد امام الدین قوم شیخ ساکن نئی دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۳/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد -/۵۶ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد۔ کرم الدین موصی

گواہ شد:- غلام حسین احمدی سیکرٹری دہلی۔ گواہ شد:- عبد الحمید سیکرٹری تبلیغ دہلی:-

نمبر ۳۳۵۴:- میں محمد رمضان ولد حاجی محمد صدیق صاحب ساکن نئی دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۳/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے اس وقت میری ماہوار آمد -/۴۵ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد:- mohd Ramzan

گواہ شد:- غلام حسین سیکرٹری دہلی۔ گواہ شد:- عبد الحمید سیکرٹری جماعت دہلی ؛

نمبر ۳۳۹۷:- میں مسماۃ عیدو زوجہ ڈاکٹر عبد الکریم صاحب قوم تیلی مقام گوجرانوالہ تحصیل و ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زیورات نقرئی وزنی چار سیر ۔۔۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۵ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ بھی کہ اگر میری وفات کے بعد جائداد مندرجہ بالا کے سوائی کوئی اور مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی ؛

نشان انگوٹھا:- مسماۃ عیدو۔ گواہ شد۔ احمد جان۔ گواہ شد:- عبد الکریم خاوند موصیہ۔

نمبر ۳۳۹۹:- میں نور احمد ولد قائم الدین نمبردار قوم پٹھان ساکن رام پور ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۳/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زمین ۶ بیگہ جس کی قیمت -/-/۱۵۰ روپیہ ہے۔ مکان دو عدد ہیں جن کی قیمت قریباً -/۵۰ روپیہ ہے۔ اور ایک راس گائے جس کی قیمت قریباً -/۴۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارا صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ -/۲۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

المعبد:- نور احمد نمبردار رام پور ؛ گواہ شد:- عبد الغنی ولد محمد الدین سکنہ رام پور ؛ گواہ شد:- غلام حسین ولد عبد الرحیم رام پور

نمبر ۳۳۲۲:- میں عبد الغنی ولد غلام حسن اوان ساکن رہتاس ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۳/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد کوئی نہیں۔ صرف مبلغ -/۱۵ روپے ماہوار تنخواہ پاتا ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں اگر میرے مرنے پر کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ضلع گورداسپور مالک ہو گی جو رقم میں اپنی زندگی میں بمد وصیت داخل خزانہ کر دوں۔ وہ رقم حصہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی ؛

المعبد:- عبد الغنی رہتاسی حال نائب مدرس آنبہ ضلع شیخوپورہ ؛ گواہ شد:- محمد امیر احمدی سکنہ میرانپور ؛ گواہ شد:- سید لال شاہ مدرس آنبہ

نمبر ۳۳۷۵:- میں عبد الجلیل خان ولد چودھری عبد الحی خان راجپوت ساکن کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۳/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد -/۵۶ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

المعبد:- عبد الجلیل خان پوسٹل کلرک مزنگ لاہور۔

گواہ شد۔ محمد شریف وکیل منٹگمری۔

گواہ شد:- محمد ابراہیم سکرٹری وصایا ننکانہ صاحب

خالص پارہ کی گولی

یہ گنگا بوٹی کے پانی میں خالص پارہ سے تیار کیا جاتا ہے پچاس روپیہ انعام ہر وہ شخص حاصل کر سکتا ہے۔ جو اس میں ملاوٹ ثابت کر دے۔ نیز یہ گولی بغیر آگ دیئے تیار ہوتی ہے۔ اس کے فوائد تو بہت ہیں۔ مختصر یہ کہ دودھ کو گرم کرتے وقت لٹکا کر پینے سے گولی کی برقی طاقت دودھ میں آجاتی ہے۔ جس کے اثر سے چند دن میں جسم کے اندر زبردست تحریک اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور دودھ معدہ میں نہیں پھٹتا اور خوب اچھی طرح ہضم ہو کر خون بکثرت پیدا ہوتا ہے مرد و زن کے لئے بالکل بے ضرر چیز ہے۔ ایک گولی برسوں کام دیگی۔ ہر وزن کی گولی تیار کر کے بھیجی جا سکتی ہے۔ تولہ والی گولی کی قیمت صرف دو روپے۔ بوٹی کے غیر لوشر طریقہ سے تیار کی ہوئی تولہ والی گولی آپ کو دوسری جگہ سے پانچ روپیہ میں بھی مشکل سے دستیاب ہوگی۔ دو تولہ والی گولی بھیجی نہ جائے گی۔

المشتہر

پتہ قاضی عبد اللطیف ملتف منیجر دوا خانہ ہو الشافی چوک فرید امرتسر

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے۔ یہ امراض شکم خاص کر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ لہذا قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس موجود ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ ترکیب استعمال صرف ایک۔ گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔ قیمت ساٹھ گولی بمعہ محصولڈاک ۸ عصہ/

پتہ عزیز منزل محلہ دار الفضل قادیان

"تریاق جگر"

کے متعلق شیخ جلال الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ دھرمکوٹ بگہ کی رائے:-

حکیم محمد شریف صاحب کا تیار کردہ تریاق جگر ہم نے اپنے سامنے متعدد بیماروں پر استعمال ہوتے دیکھا۔ جس سے بیماروں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس لئے ہم نے یہ چند لفظ جو تحریر کر دئے ہیں۔ کہ اس دوائی کے مفید ہونے میں کسی کو شبہ نہ ہو۔ 17/5/31

دستخط شیخ جلال الدین امیر جماعت احمدیہ دھرمکوٹ بگہ

حضرت قبلہ نواب صاحب کے خاندان میں نور موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ اس لئے آپ کو بھی یہی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

جناب محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ تحریر فرماتی ہیں :۔ "میری آنکھوں میں بعض شکایات پیدا ہونے کی وجہ سے سخت گھبراہٹ اور تکلیف تھی۔ اب میں عرصہ چھ ماہ سے روزانہ شکلو آپکا موتی سرمہ استعمال کر رہی ہوں۔ اس کے استعمال سے بفضل تعالیٰ مجھے بہت ہی فائدہ ہوا۔ اور میری سب شکایات رفع ہوگئیں۔ پہلا سرمہ ختم ہوگیا۔ اب آپ دو تولہ سرمہ چھ چھ ماشہ کی علیحدہ علیحدہ چار شیشیوں میں ارسال کریں۔ کیونکہ اوروں کو بھی استعمال کرانا ہے۔ اور سب کی شیشیاں الگ الگ رکھنی ہیں"۔

بفضلہ تعالیٰ موتی سرمہ جو دن بدن غیر معمولی ہر دلعزیزی حاصل کر رہا ہے۔ یہ اس امر کا بہترین ثبوت ہے کہ ضعف بصر۔ جلن۔ ککرے۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑ گڑانا۔ کھٹی ڈکاریں آتے جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح کے لئے تیر بہدف۔ بھوک کھولنے دودھ گھی بکثرت ہضم کرنیکے لئے مسلمہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان۔ دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

ایک ایک بیماری کے سو سو علاج کئے جاتے ہیں آرام نہیں آتا۔ لیکن

ایرول ایک ایسی لاجواب دوا ہے۔ جو سینکڑوں بیماریوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ اور یقینی طور پر فائدہ بخشتی ہے

ایرول یہ جرمن کے مشہور ڈاکٹروں اور دواسازوں نے ملکر ایجاد کی ہے ہر قسم کے درد گنٹھیا۔ پٹھوں کا درد۔ سر درد۔ درد شکم۔ درد دنداں۔ بخار۔ انفلوئنزا۔ سینے کا درد۔ زخم۔ ہیضہ۔ زہریلے جانوروں کا زہر صرف ایک ہی ہفتہ میں دور ہو سکتے ہیں۔ یہ دوا سستی بھی ہے۔ بے ضرر بھی ہے۔

ایرول نفیس بھی ہے اور طلسمی اثر رکھتی ہے ایک ہی خوراک سے بیمار کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دوا نے کیا اثر کیا ہے اپنے ہاں کے بڑے بڑے دوافروشوں سے طلب کرو یا براہ راست ہم سے منگاؤ۔

قیمت بڑی شیشی دو روپے درمیانہ سائز ایک روپیہ چار آنہ چھوٹی شیشی بارہ آنہ

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ شرائط آسان اور کمیشن معقول دی جائے گی۔

سول ایجنٹس :۔ برائے ہندوستان برما افغانستان

جی۔ ایس برادر اینڈ کمپنی چاندنی چوک ۱۱ دہلی

ایک بیوہ سے رشتہ کی ضرورت

جس کے کوئی اولاد نہ ہو۔ شریف خاندان ہو۔ خوبصورت اور خوب سیرت ہو۔ احمدیت کی تعلیم سے واقف ہو۔ دہلی یا لکھنؤ کی عورت کو ترجیح دی جائے گی۔ عمر ۳۵ سال سے زائد نہ ہو۔ جس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے وہ سو روپیہ ماہوار کا سرکاری ملازم ہے۔ اور تخمیناً چالیس ہزار روپیہ کی جائداد کا تنہا مالک ہے۔ اور اس کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اور قوم کا سید ہے۔

ش۔ معرفت دفتر ایڈیٹر الفضل قادیان

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرمادیں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کرکے نصف دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔

	فی عدد	
والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پینل اول درجہ		[illegible]
" " " دوم "	"	[illegible]
" رنگین سرخ و سبز درجہ اول		[illegible]
" نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی	"	[illegible]
" " دوم " " یکطرفہ	"	[illegible]
" " سوم " "	"	[illegible]
بلیڈر نمبر ۴ برائے والی بال نمبر ۱	"	[illegible]
ہاکی سٹکس لیڈر سپیون اول درجہ رنگدار عمدہ قسم	"	[illegible]
" " " " دوم	"	[illegible]
" لیڈر بونڈ اول " عمدہ قسم	"	[illegible]
" " " " دوم	"	[illegible]
ہاکی بال سفید چمڑا اول ریکارڈ کراؤن	"	[illegible]
" " " دوم سوبجر	"	[illegible]
" " " سوم پاپولر	"	[illegible]

مظاہر اینڈ کو شہر سیالکوٹ

سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے۔ باعث ازدیاد ایمان ہوگا۔ جس میں سیرۃ النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ ایم ایس نے ان اعتراضوں پر علمی روشنی ڈالی ہے۔ جو مصنف نے اس معرکۃ الآرا کتاب میں ... کی ہیں۔ اور یہ ضروری کر دیا ہے کہ جو لوگ سیرۃ النبی جلد ثالث پڑھیں۔ وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں۔ اس کتاب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۸

ملنے کا پتہ

شوکت تھانوی زیر محل امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ

افیون! افیون!! افیون!!!

اگر آپ افیون کی عادت سے نجات حاصل کرنا چاہیں تو ہم سے خط و کتابت کریں

شیخ عبد العزیز ... قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ چونکہ ابھی بعض باتیں حل طلب ہیں۔ اس لئے گاندھی جی وائسرائے سے ملاقات کے لئے عنقریب پھر شملہ جائیں گے

—— ۲۳ مئی کو حسن ابدال کے سٹیشن پر پولیس نے ایک نوجوان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ نیچے اتر کر بھاگ گیا۔ اور درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر پولیس پر فائر کرنے لگا۔ بالآخر زخمی ہو کر گرفتار ہوا۔ تلاشی پر اس کے سوٹ کیس سے بارہ ریوالور اور پانصد گولیاں برآمد ہوئیں۔

—— کانپور میں سناتن دھرم کالج کے نزدیک رات کے وقت بم پھٹا۔ جس سے کھڑکیوں کے شیشے اڑ گئے۔ نقصان کوئی نہیں ہوا۔

—— کانپور کی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ اور رپورٹ بہت جلد شائع کر دی جائے گی۔ جو امید ہے متفقہ ہوگی

—— مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کی عدالت میں آنے سے پیشتر پولیس سختی سے جامہ تلاشی لیا کرتی تھی۔ اس پر انہوں نے صرف لنگوٹی پہن کر عدالت میں آنا شروع کر دیا۔ اب ٹریبونل نے پولیس کو حکم دیا ہے۔ کہ سختی سے جامہ تلاشی نہ لیا کرے۔

—— وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر بی کننگھم اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ اور اب ان کی جگہ مسٹر ای۔ سی میوائل مقرر ہوئے ہیں

—— اخبارات ویر بھارت اور کیسری کے ایک ایک پرچہ پر ایڈیٹر اور پرنٹر و پبلشر وغیرہ کا نام لکھنے سے رہ گیا تھا۔ اس وجہ سے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور چھ چھ ماہ قید اور دو دو صد روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ ایسی معمولی فروگذاشت پر یہ سزا بہت سخت ہے۔

—— ۲۴ مئی کو سب ڈویژنل افسر ڈھاکہ کے بنگلہ کے ارد گرد پھرتے ہوئے ایک نوجوان گرفتار کیا گیا۔ جس کے قبضہ سے پستول برآمد ہوا۔

—— ۲۴ مئی کو ضلع اٹک میں سخت آندھی آئی۔ جس سے ۷ اشخاص ہلاک اور ۳۰ مجروح ہوئے۔

—— پاریسال میں ڈاکوؤں نے ایک دیہاتی کو زندہ جلا ڈالا۔ مگر صندوق کھولنے پر صرف چھ روپے برآمد ہوئے

—— امپیریل بنک آف انڈیا کے ان تمام ملازموں کی تنخواہوں میں جو دو سو یا اس سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں بیس فیصدی کمی کر دی گئی ہے۔

—— نینی تال میں یوپی کے ہندو وزیر تعلیم نے گاندھی جی کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی۔

—— ہندو اخبارات نے لکھا تھا۔ کہ گاندھی جی جب وائسریگل لاج میں گئے تو گارڈ کے سپاہی ہتھیار رکھ کر سرنگوں ہو گئے۔ اب معتبر ذریعہ سے اس کی تردید ہوئی ہے۔ گارڈ نے کوئی سلامی نہیں دی۔ ہاں جو سپاہی ڈیوٹی پر نہیں تھے۔ وہ انہیں دیکھنے کے لئے آ کھڑے ہوئے تھے۔ گاندھی جی کی عزت افزائی کے لئے ہندو اخبارات کی غلط بیانیاں نہایت شرمناک فعل ہے۔

—— وزیر اعظم ریاست بہاولپور نے مسلم آؤٹ لک پر ازالہ حیثیت عرفی کا جو دعویٰ دائر کر رکھا تھا۔ وہ اس وجہ سے واپس لے لیا گیا ہے۔ کہ اخبار کے مالک و ایڈیٹر نے اخبار میں نمایاں طور پر معافی نامہ شائع کر دیا۔ بہت اچھا ہوا۔

—— حسب قرارداد ۲۴ مئی کو سر شفیع کے مکان پر مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ باہر سے بھی کئی ارکان آئے ہوئے تھے۔ بھوپال کانفرنس کی تجاویز پر غور و خوض ہوتا رہا۔ آخری فیصلہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا

—— مدراس پریزیڈنسی کے مسلمانوں نے ایک کانفرنس منعقد کر کے جداگانہ انتخاب کی پر زور حمایت کی ہے۔

—— ہندوستان کے لئے چھ فیصدی سود پر ایک کروڑ پونڈ قرضہ لینے کا جو انتظام ہو رہا ہے۔ اس کے سلسلہ میں وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں کہا۔ کہ ضروری نہیں۔ اس رقم سے جو مال خریدا جائے۔ انگلستان سے ہی خریدا جائے۔ بلکہ جہاں سے بھی سستا ملیگا۔ لے لیا جائیگا

—— الہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے حکم دیا ہے کہ سینیٹ ہال اور ہوسٹلوں کی عمارتوں سے تمام قومی جھنڈے اتار لئے جائیں اور آئندہ وہاں کوئی جھنڈا نہ لگایا جائے

—— اس بات کا قطعی فیصلہ ہو گیا ہے کہ کانگرس کا آئندہ اجلاس پوری میں ہوگا۔

—— مسلم لیگ کے آنریری سیکرٹری مولوی محمد یعقوب ایم ایل۔ اے نے ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ مسٹر جناح کے ۱۴ نکات پر متفق ہے۔ اس لئے اب ہمیں کسی کانفرنس یا بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں۔ اگر گاندھی جی اتحاد چاہتے ہیں تو انہیں فی الفور آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ مل کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ دلیری اور بہادری سے حالات پیش آمدہ کا مقابلہ کریں۔

—— برطانیہ کے دارالامراء میں ہندوستان کے متعلق تقریر کرتے ہوئے لارڈ ریڈنگ نے کہا کہ کانپور میں جو کچھ ہوا۔ اس کے لئے ارکان حکومت کا ضمیر ضرور انہیں ملامت کر رہا ہوگا۔ امن و ضابطہ کے محافظوں کی موجودگی میں جو کچھ ہوا۔ وہ بے حد شرمناک ہے۔ ہم امن و ضابطہ کے محافظ ہونے پر فخر کرتے ہیں مگر تین دن اور تین رات قتل و غارتگری کو نہ روک سکے۔

—— گاندھی جی نے یو۔ پی کی گورنمنٹ کو تحریک کی تھی کہ مالیہ میں ۵۰ فیصدی تخفیف کر دی جائے۔ مگر گورنر نے اسے نامنظور کر دیا ہے۔

—— نظام حیدر آباد کے دو شہزادے ان دنوں لندن میں ہیں۔ اور تین ماہ تک انگلستان میں ہی رہیں گے۔ اس عرصہ میں ان کا خرچ قریباً ساڑھے چار لاکھ روپیہ ہوگا

—— اورگام مائنز میں سندی درگ کی سونے کی کان میں آگ لگ گئی۔ جس سے دس آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ۴۶ لاپتہ ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے لاہور کے ہوسٹلوں میں پھر سرخ اشتہار چسپاں کئے گئے ہیں۔ جن پر پستول کی تصویر ہے

—— شملہ کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ سرحدی پولیس نے بالشویک کمیونسٹ پارٹی کے اشتہار پکڑے ہیں۔ جو کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کی طرف سے ہیں۔ ان میں کانگریس اور گاندھی جی کو بہت بھلا برا کہا گیا ہے اور لکھا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی سارے ملک میں ایک عام ہڑتال کرانا چاہتی ہے۔

—— سراج گنج میں پولیس نے ایک بنگالی کو گرفتار کیا جس کے سوٹ کیس سے چھ پستول اور انقلابی لٹریچر برآمد کیا

—— دہلی میں پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کیا جس کے پاس سے بہت سا آتش گیر مادہ نکلا

—— گورنمنٹ ہند نے ہز میجسٹی کی گورنمنٹ سے سفارش کی ہے کہ آئندہ فیڈرل ترکیبی کمیٹی کے اجلاس میں مزدوروں اور اچھوت اقوام کے مزید نمائندے شریک کئے جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ نے حکومت ہند کی سفارشات منظور کر لی ہیں۔

—— بمبئی ۲۳ مئی۔ مسٹر اسماعیل ابراہیم کل صبح جہاز مارکنڈا سے باہر آ رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اسکے پاس سے کئی ریوالور اور دو بکس کارتوسوں کے نکلے۔ آج چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے اسے چھ ماہ قید محض کی سزا کا حکم سنایا۔ ملزم نے جرم کا اقبال کیا۔ ریوالور اور کارتوس محکمہ جنگی کے حوالے کر دئے گئے ٭

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔